جواں مردی۔ حبیب علی جعفری

الحمدللہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ درود وسلام ہو بہادروں اور جوانمردوں کے امام ہمارے آقا وسردار محمد ﷺ، ان کی آل اور صحابہ پر۔ بے شمار درود وسلام۔

امّا بعد:۔

بہادری وجوانمردی کی تعریف:

"بہادری وجوانمردی نام ہے ایک ہوشمندانہ ودانشمندانہ مخفی قوت کا، جو حق کی نصرت وتائید کے لیے حرکت میں آئے" اخلاص اس قوت کا محرک اصلی، اور اخلاق اس کا مرشد وراہنما ہوتا ہے۔ اس کے باطن میں رحمت اور ظاہر میں تبدیلی ہوتی ہے۔ جس عمل میں یہ ساری کی ساری صفات جمع نہ ہوں وہ جوانمردی نہیں ہوسکتی یہ جسم وبدن میں پائی جانے والی قوت ہے۔ انسان کی نفسیات میں پائی جانے والی طاقت ہے۔ انسان کی ذہنیت میں پائی جانے والی طاقت ہے۔ انسان کی روح میں پائی جانے والی طاقت ہے۔ یہ بات تو قابل معافی ہوسکتی ہے کہ انسان کے جسم میں قوت نہ ہو، اسے معاف کیا جاسکتا ہے کہ عقل ونفسیات کے اندر پائی جانے والی طاقت روح کی طاقت کے برابر نہ ہو، لیکن یہ بات کسی صورت قابل معافی نہیں کہ روح طاقت وقوت سے خالی ہو۔ لہذا اگر کسی روح کے اندر طاقت وقوت موجود نہیں تو اس میں بہادری وجوانمردی نہیں ہوسکتی۔

"ہوشمندانہ قوت" ہم نے کہا کہ یہ ایک ہوشمندانہ طاقت وقوت ہے، لہذا کسی اندھی قوت وطاقت کو ہم ہرگز بہادری وجوانمردی نہیں کہہ سکتے۔ اس سے غلطی کے سرزد ہونے کا امکان ہوسکتا ہے، لیکن چونکہ ہوشمندانہ ودانشمندانہ قوت ہوتی ہے اس لیے اسے فوراً ہی اپنی بھول کا احساس ہوجاتا ہے۔

"مخفی ہوتی ہے" لہذا اپنی نمائش وخودنمائی ہرگز بہادری کی علامات نہیں ہیں۔ سوائے اس صورت کے کہ حق کی نصرت وتائید کے لیے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنگ کے دوران میں۔ جو حق کے دفاع اور ظلم کے خاتمے کے لیے لڑی جارہی تھی۔ ایک صحابی کو دیکھا کہ وہ بڑے اتراتے ہوئے چل رہے ہیں۔ یہ معرکہ ظلم وزیادتی کے خاتمے کے لیے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ چال اگر اس موقعہ ومقام پر نہ ہو تو اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ یہ ایک مخفی قوت ہوتی ہے۔ سو ہم اسے کیسے پہنچانیں گے ھ یہ حق کی نصر وتائید کے لیے ہے۔؟ اور کب انسان نصرت وتائید حق کے معاملے کو اپنی ذات کی نصرت وتائید کے ساتھ گڈمڈ اور غلط ملط کردیتا ہے؟ آنحضرت ﷺ کی عاداتِ مبارکہ میں یہ بات شامل تھی کہ آپ کبھی اپنی ذات کے لیے برہم ورنجیدہ نہیں ہوئے۔ نہ اپنی ذات کے لیے کبھی آپ نے جنگ کی۔ لیکن جب اللہ کے کسی حق کو پامال کرنے کا معاملہ ہوتا تو پھر کوئی آپ کے سامنے ٹک نہیں سکتا تھا۔

آنحضرت ﷺ ہجرت سے پہلے کعبہ میں نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ نماز میں مشغول ہوتے تو کفار آتے اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتے۔ پتہ نہیں ہمارے نوجوانوں نے اس سے پہلے کبھی یہ بات سنی ہے کہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو چالیس مردوں کی قوت عطا فرمائی گئی ہے۔ بدنی، جسمانی اور حسی قوت۔ آنحضرت ﷺ سجدے کی حات میں ہوتے تو کفار غلاظت

آپ کے کاندھوں پر رکھ دیتے۔ آپ بغیر کسی حرکت کے اسی طرح سجدے میں پڑے رہتے۔ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السّلام آتیں جنکی عمر اس وقت سات یا آٹھ برس سے زیادہ نہ تھی۔ آپ آتیں اور ان کفار کو برا بھلا کہتیں۔ اور آپ ﷺ کے مبارک کندھوں سے اس گندگی کو دور کرتیں۔ آپ کو نہایت اعلیٰ درجے کی بہادری عطا فرمائی گئی تھی کہ عمر مبارک صرف آٹھ برس تھی لیکن آپ بڑے بڑے توانا و طاقتور مردوں سے الجھ جاتیں۔ اور ابا (ﷺ) کے کندھون سے غلاظت کو دور کرتیں۔ لیکن آپ اپنا دفاع نہیں کرتی تھیں بلکہ حق کا دفاع کرتی تھیں۔ کئی دفعہ کفار و مشرکین بدبخت آپ ﷺ کے گلے کو اس شدت سے دباتے کہ آپ کی آنکھیں ابل آتیں۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ لوگوں نے حضور ﷺ کو تکلیف دی تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ کا دفاع کیا اور فرمایا کہ "اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ"" کیا تم ایک شخص کو محض اس لیے مارے ڈالتے ہو کہ یہ میرا پروردگار اللہ ہے"۔ (یہ قرآن کریم کی آیت ہے) کبھی آپ پر تشدد کرتے، زدوکوب کرتے، کبھی آپ کی راہ میں کانٹے بچھاتے لیکن آپ خاموش رہتے۔ ذرا بتایئے کہ انسان کے ذہن میں کیا بات آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی بات بات نہ کیجئے۔ کسی دوسرے انسان کے بارے میں ذہن میں کیا تاثر قائم ہوتا ہے کہ جب اسے پیٹا جاتا ہو، اس کے کندھوں پر غلاظت رکھی جاتی ہو، کیا انسان یہ سوچ سکتا ہے۔ کہ وہ ایک قوی و توانا شخص ہو سکتا ہے۔؟

ایک اعرابی مکہ مکرمہ میں آیا، اس شخص نے دشمن خدا ابو جہل سے کچھ پیسے لینے تھے۔ ابو جہل جسمانی اعتبار سے بڑا طاقتور و قوی تھا۔ بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا کرتا تھا۔ قریش کی ایک شاخ بنی مخزوم کا قائد و راہنما تھا مور کی چال چلا کرتا تھا۔ یہ دیہاتی ابو جہل کے پاس آیا۔ اور اس سے کہا کہ میرا مال مجھے دیدو، ابو جہل اس سودے کا مذاق اڑانے لگا جس کی بنیاد پر یہ مال واجب الادا تھا۔ ابو جہل نے اس شخص کو پیسے نہیں دیئے۔ وہ شخص قریش کے سرداروں کے پاس شکایت لے کر گیا۔ قریش کے سرداروں نے سوچا کہ چلو ایک دلچسپ ا رمزاحیہ ڈراما دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کی عادت تھی کہ وہ پیارے حبیب ﷺ کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ گندگی آپ ﷺ ص پر ڈال کر ہنستے۔ آپ کو تکلیف دے کر ٹھٹھا لگاتے آپ ﷺ کا گلا گھونٹتے لیکن آپ ﷺ خاموش رہتے۔ ان سرداروں نے اس شخص سے کہا کہ ایسا کوئی شخص نہیں جو ابو الحکم کو تمہارے پیسے دینے پر مجبور کر سکے سوائے اس شخص کے جس کا نام محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہے۔

(اسلام سے پہلے ابو جہل کو ابو الحکم کہا جاتا تھا) اور وہ شخص وہ ہے جو صحن کعبہ میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ یہ لوگ تو درحقیقت رسول اللہ ﷺ کو نشانہ تضحیک بنانا چاہتے تھے۔ اس شخص نے سچ سمجھ لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر پورا قصہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا ان لوگوں نے تجھ سے یہ بات کہی ہے؟ ذرا غور کیجئے اور پھر اس کو جوانمردی کی تعریف سے مربوط کیجئے۔ ہم نے جوانمردی کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ "یہ بہادری و جوانمردی نام ہے ایک ہوشمندانہ و دانشمندانہ مخفی قوت کا، جو حق کی نصرت و تائید کے لیے حرکت میں آئے۔" اس شخص نے کہا کہ ہاں ان لوگوں نے مجھ سے یہ بات کہی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مصلے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابو جہل کے گھر گئے۔ بڑی قوت و طاقت سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابو جہل نے دروازہ کھولا۔ وہ دیہاتی جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، بیان کرتا ہے کہ دروازے پر رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر اس کا رنگ فق ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا

کہ اس کے پیسے ادا کردو۔ ابوجہل کہنے لگا کہ ابھی ادا کرتا ہوں۔ اے ابوالقاسم۔ میرے نوجوان ساتھیو، ابوجہل وہی شخص تو تھا جو چند دن پہلے بلکہ چند گھنٹے

پہلے تک رسول اللہ ﷺ کو پیٹنے والوں میں سے تھا۔ آپ کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ لیکن جب اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پیسے ادا کردو تو کہنے لگا کہ ابھی کرتا ہوں اے ابوالقاسم۔ اندر گیا اور پیسے لا کر اس کو دیدیے۔ کیا یہ وہی آدمی ہے۔ اس اعرابی کی سمجھ میں بات نہ۔ وہ دوبارہ سردارانِ قریش کے پاس گیا اور ان کو دعا دینے لگا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہوئی ۔ کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر اس کا رنگ اڑ گیا تھا وہ دوڑتا ہوا اندر گیا اور پیسے لا کر مجھے دیدیئے۔ سارے سردارانِ قریش ابو جہل کے پاس گئے اور سراپا حیرت پوچھنے لگے۔ تمہیں کیا ہوا؟ ہم نے سوچا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑائیں گے۔ ابوجہل کہنے لگا ۔ کہ اگر تم لوگ بھی میری جگہ ہوتے تو فوراً پیسے دیدیتے۔ خدا کی قسم، جونہی میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ محمد میرے سامنے کھڑے ہیں ۔ ان کے دونوں کندھوں پر سے اونٹ اپنی گردنیں یوں میری طرف بڑھا رہے ہیں کہ اگر میں نے ذرا بھی دیر کی تو گویا مجھے نگلا ہی چاہتے ہیں۔

ایک اور موقع پر ہجرت کے بعد، جبکہ مدینہ منورہ میں جہاد فرض ہو چکا تھا دو یہودیوں کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ بدعہد یہودیوں نے درمیان۔ مدینہ منورہ میں رہنے والے یہودیوں کی دو قسمیں تھیں۔ ایک بدعہد وخائن اور دوسرے پرامن، جنہوں نے بد عہدی کی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے ساتھ جنگ کی۔ اور جو صلح جو تھے ان کے ساتھ حضور ﷺ بھی پرامن رہے کہ جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ کی ذرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں یہودی اشاروں کنایوں میں آپ کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے تھے۔ "السام علیکم" بجائے السلام علیکم کہنے کے۔ (السام علیکم کا مطلب ہے۔ تمہیں موت آئے)

رسول اللہ ﷺ اس کے جواب میں صرف "وعلیکم" فرمایا کر دیا کرتے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ فرماتے۔ گویا کہ آپ نے یہی سمجھا ہے کہ انہوں نے السلام علیکم کہا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ نے ایک دفعہ صبر کیا، دو دفعہ، تین دفعہ، چار دفعہ، پانچ دفعہ، سات دفعہ تو انہوں نے سمجھ لیا کہ آپ ﷺ ضعیف و ناتواں ہیں اور وہ قوی و توانا۔ سو یہ سمجھ کر ان میں سے ایک دفعہ ایک آدمی ایسی غلطی کر بیٹھا جس کا تعلق دین سے تھا اس نے دین کی شان میں گستاخی کر دی۔ جب معاملہ نبی کریم ﷺ کی ذات سے متعلق ہوتا تو آپ خاموش رہتے ۔ لیکن جب اس نے یہ غلطی کر لی تو آپ تنِ تنہا ان سب کے سامنے ڈٹ گئے۔ آپ اکیلے ان کے محلّے میں چلے گیے۔ تو انہیں ایسا ڈانٹا کہ وہ لرزنے کانپنے لگے۔ اور درخواست کرنے لگے۔ کہ جانے دیجیے۔ غصہ جانے دیجیے۔ اے ابوالقاسم ہم نے تو آپ کو ہمیشہ صابر و بردبار ہی پایا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ قوت اگر حرکت میں آتی ہے تو حق کی نصرت و تائید کے لیے آتی ہے۔ جسمانی قوت بھی بہادری وجوانمردی کے اظہار کے لیے ایک نہایت اہم عامل کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن تنہا جسمانی قوت ہی کافی نہیں۔ اگر قوت جسمانی قلبی بصیرت وہوشمندی کے ساتھ مربوط نہ ہو تو رفتہ رفتہ دشمنی وزیادتی سے بدل جاتی ہے۔ دست درازی سے بدل جاتی ہے۔

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔ بڑے بہادر و جوانمرد تھے رسول اللہ ﷺ کے سارے کے سارے صحابہ بڑے بہادر اور جوانمرد تھے لیکن سیّدنا عمر بن الخطاب میں بہادری و جوانمردی کی شان بہت نمایاں تھی۔ حتیٰ کہ اسلام سے پہلے بھی آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے اسلام لانے کا سبب کیا ہوا تھا؟ وہ ایک بہادری و جوانمردی کا لمحہ تھا۔ وہ لمحہ جوانمردی کیا تھا؟ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ آپ کی بہن فاطمہ بنت الخطاب مخفی طور پر اسلام لا چکی ہیں۔ اور آپ نے اپنی بہن اور ان کے شوہر کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو آپ غضبناک ہو گئے۔ طیش میں آ گئے۔ آپ نے حضرت فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ رسید کیا۔ کیا یہ بہادری و جوانمردی نہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کوئی مرد بہادری و جوانمردی کی حالت میں کسی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ بہادری کا لمحہ تو وہ ہے جو اس کے بعد آتا ہے۔ جب آپ نے دیکھا کہ سیدہ فاطمہ بنت الخطاب کے چہرے سے خون بہہ رہا ہے) اور آپ نے ان کے منہ سے ایک جملہ سنا۔ وہ جملہ جو سیدہ فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ عنہا نے سیدنا عمر بن الخطاب سے کہا اس کا مطلب یہ تھا کہ " کیا مرد اپنی طاقت وقوت کا اظہار ایک عورت پر کرتا ہے؟" اس جملہ نے ان پر وہ غلطی واضح کر دی جو ان سے سرزد ہو چکی تھی۔ ہم نے بہادری و جوانمردی کی تعریف میں یہ کیا ہے کہ وہ ایک ہوشمندانہ قوت کا نام ہے ممکن ہے انسان سے غلطی سرزد ہو جائے لیکن انسان فوراً ہی اپنی غلطی پر متنبہ ہو جاتا ہے۔ لہذا سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔ یہ دیکھ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو امید ہوئی کہ آپ اسلام لے آئیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ یہ کیا ہے؟ میں بھی اسے پڑھنا چاہتا ہوں جسے آپ پڑھ رہے تھے۔ یہ گفتگو آپ کو مارنے سے پہلے کی ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں نہیں، آپ ناپاک ہیں۔ آپ کتاب اللہ کو نہیں ہاتھ لگا سکتے۔ اس پر حضرت عمر نے سیدہ فاطمہ کو مارا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مار۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ بات سن کر آپ خاموش ہو گئے۔ اور پھر پوچھنے لگے۔ تو پھر میں کیسے اسے چھو سکتا ہوں۔ سیدہ فاطمہ نے کہا کہ جائیے اور جا کر غسل کیجئے۔ حضرت عمر گئے اور غسل فرمایا۔ یہاں حضرت فاطمہ بنت الخطاب کی بہادری ایک نئے معنی میں ظاہر ہوتی ہے۔ بہادری، بہادری کے پیدا کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ فاطمہ بنت الخطاب کی حقیقی بہادری دیکھی تو آپ کی بہادری بھی جاگ اٹھی۔ ظاہری اور بددلی بہادری نہیں، حقیقی بہادری، سیدہ فاطمہ نے آپ کو اعلیٰ ترین بہادری و جوانمردی کا پتہ بتا دیا۔ یعنی وہی بات جو آپ نے پہلے کہی تھی حضرت عمر آئے تو آپ نے قرآن پاک کا نسخہ چھپا دیا تھا۔ لیکن جب آپ سے بہادری و شجاعت کے ان معانی کا ظہور ہوا اور ایک ہوشمندانہ اور دانشمندانہ تحریک ہوئی تو آپ نے اس بہادری کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لیا۔ آپ گئے۔ آپ نے قرآن کو پڑھا تو اس سے متاثر ہوئے۔ آپ کا سینہ اسلام کے لیے کھل گیا۔ آپ نے پوچھا: اللہ کے رسول ﷺ اس وقت کہاں ہیں؟

سیدہ فاطمہ ڈر گئیں۔ ابھی انہیں آپ پر اعتماد نہیں ہوا تھا۔ وہ صحابی جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آتے دیکھ گئے تھے۔ جو حضرت فاطمہ بنت خطاب اور آپ کے شوہر کو قرآن پاک کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ نکل آئے۔ اور انہوں نے بتا دیا کہ حضور ﷺ اس وقت ابن ابی ارقم کے گھر دار ارقم میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت عمر گئے اور جا کر دارِ ارقم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک صحابی نے کھڑکی میں سے دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کو دیکھ کر غصے میں آ جایا کرتے تھے۔ آپ کے سامنے کسی کو

اظہارِ اسلام کی جرات نہیں ہوتی تھی۔ جب صحابہ نے دیکھا کہ حضرت عمر آئے ہیں تو انہیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اندیشہ ہونے لگا۔ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ دروازے پر عمر موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ دروازہ کھول دو۔ صحابہ عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ عمر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمر ہے تو کیا ہوا۔ دروازہ کھول دو۔ جب صحابہ نے دروازہ کھولا تو سیدنا عمر اندر آگئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچے تو حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گریبان کو پکڑ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا لگا کہ جیسے کوئی چھوٹا سا بچہ ایک بڑے آدمی کے قبصہ میں آگیا ہو۔ حضور ﷺ فرمانے لگے۔ اے عمر کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تمہارا دل ایمان لے آئے۔؟

ذرا غور کیجئے اس دن سے پہلے تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انتہائی ناروا رویہ رکھتے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ خاموش ہو جایا کرتے تھے۔ بہادری ایک دانشمندانہ اور ہوشمندانہ طاقت وقوت کا نام ہے۔ وہ آخری پیغام جس کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام لانے کے لیے ضرورت تھی، آپ کا اس بات پر مطمئن ہو جانا تھا کہ اسلام میں قوت وطاقت ہے۔ کیونکہ آپ کو کمزور مسلمانوں کے ساتھ رہنا گوارا نہیں تھا۔ لہذا آپ نے کلمہ پڑھ لیا کہ

"اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ " میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

پھر آپ نے پورے مکہ یں کھلم کھلا اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ جب مسلمانوں کو کفار کی طرف سے بہت زیادہ تکالیف پہنچنے لگیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی اجازت مل گئی۔ تو صحابہ کرام مخفی طور پر ہجرت کرنے لگے۔ لیکن جب سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت فرمانے کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنی چادر پکڑی اور کعبہ کا طواف کیا۔ اور پھر بیوقوف کفار قریش کی ایک جماعت کے سامنے سے گزرے۔ جنہیں وہاں کے قائد سمجھا جاتا تھا۔ وہ آپ کو دیکھ کر پوچھنے لگے۔ اے عمر بن الخطاب کہاں کا ارادہ ہے۔؟ آپ نے فرمایا۔ میں مدینہ منور ہجرت کر رہا ہوں۔ اگر کوئی ماں کو اپنی موت پر رلانا چاہتا ہے، یا اپنی بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہے۔ اپنے بچوں کو یتیم کرنا چاہتے تو میرے پیچھے آئے۔ آپ عزتِ اسلام کی خاطر ببانگ دہل وہاں سے عازم ہجرت ہوئے۔

اب آپ کو یقین آگیا کہ آپ واقعی جری تھے۔؟ اس جری جوانمرد کو ایک عورت نے رلا دیا تھا۔ کیونکہ آپ حقیقت میں جری وجوانمرد تھے۔ جب آپ خلیفہ بن گئے تو آپ راتوں کو عوام کی خبر گیری کے لیے چکر لگایا کرتے تھے۔ ایک رات جب آپ اپنی عوام کے حالات معلوم کرنے کے لیے نکلے تو آپ نے دیکھا کہ ایک گھر میں چھوٹے چھوٹے بچے رو رہے ہیں۔ بچے رو رہے ہیں۔ اور ان کی ماں انہیں چپ کرا رہی ہے۔ اس نے چولہے میں آگ جلا رکھی ہے اور ہنڈیا میں کچھ پکا رہی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خاتون سے پوچھا۔ کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ وہ کہنے لگی کہ یہ بھوکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ تو کیا آپ ان کے کچھ پکا نہیں رہیں؟ وہ کہنے لگی کہ: نہیں۔ یہ تو میں نے ہنڈیا میں پانی میں پتھر ڈال رکھے ہیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد ان میں ڈوئی چلا دیتی ہوں کہ انہیں دلاسا اور تسلی رہے اور وہ سو جائیں۔ اللہ عمر سے اس کے بارمیں پوچھے گا۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ یہی عمر ہیں آپ گھر سے باہر کھڑے ہو کر اس سے گفتگو کر رہے تھے۔

آپ کہنے لگے کہ عمر کو کیا پتا! اگر عمر کو معلوم ہوتا کہ آپ لوگ بھوک میں مبتلا ہیں تو وہ ضرور آپ کو دیتا۔ وہ کہنے لگی۔ تو پھر وہ کس طرح مسلمانوں پر حاکم بن بیٹھا ہے اوران کے حال کی خبر نہیں لیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

آپ مسلمانوں کے بیت المال میں گئے۔ آپ نے غلّے کی بوری اپنی کمر پر لادی۔ صحابہ کہنے لگے۔ ہم اٹھا لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا قیامت کے دن بھی میرے گناہوں کا بوجھ تم اٹھاؤ گے؟ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ اس گھر میں گئے اس خاتون سے اجازت چاہی اور اندر تشریف لے جئے۔ آپ نے خود اس خاتون اور اس کے بچون کے لیے کھانا پکایا۔ اور بعض روایات میں آتا ہے کہ دھوان آپ کی ریش مبارک میں سے نکل رہا تھا۔ آپ کی داڑھی لمبی تھی۔ دھوان آپ کی داڑھی میں داخل ہو رہا تھا اور نکل رہا تھا۔ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر تھی اور آپ یہ کہہ رہے تھے کہ اے خداوند عمر۔ اس بوڑھے کو جہنم کی آگ سے بچانا۔

بہادری و جوانمردی کی خصوصیات میں یہ بات شامل ہے۔ کہ یہ نیابت خداوندی میں زمین کی تعمیر و رونق میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے یہ زندگی کی حفاظت کرتی ہے۔ زندگی کا خاتمہ نہیں کرتی۔ سوائے انتہائی مجبوری کی حالت کے۔ بہادری و جوانمردی کے اس معنی کو ایک خاتون نے خوب سمجھا تھا جو خود بہادری سے سرشار تھی۔ انصار کی ایک خاتون، حضرت عمر بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے جب یہ دیکھا کہ جنگ احد میں کفار رسول اللہ ﷺ کو اپنے تیروں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ تو بہادری کی علامت اس خاتون نے اپنے بازو اور کندھا آگے کر دیا تا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آنے والے تیروں کو اپنے بازو اور اپنے کندھے پر لے لے۔ اس خاتون کی بہادری رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی حفاظت میں جلوہ گر ہوئی۔ تو بہادری اس زمین کی تعمیر و ترقی کا نام ہے۔ جوانمردی اور قوی و توانا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔ تو کسی نے زراعت و کاشت کاری کا پیشہ اختیار کیا۔ کسی نے تجارت اور خرید و فروخت کو اپنا لیا۔ کسی نے بڑھئی اور ترکھان کا پیشہ اختیار کر لیا، کوئی لوہے کا کام کرنے لگا تا کہ اس زمین کی تعمیر کر سکیں۔ بہادری رحمت کی متقاضی ہے۔ جس کے دل میں رحم نہیں اس کے دل میں بہادری نہیں ہو سکتی۔ بہادری اس بات کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ انسان اپنی ذات اور اپنی شخصیت کے لیے کیے گئے فیصلے اور زمین پر حق کی نصرت و تائید کے لیے کیے گئے فیصلوں میں فرق و امتیاز کر سکے۔

وقت کافی ہو گیا۔ آخر میں میں صرف دو نکات بیان کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ نکتہ یہ ہے کہ طاقت و قوت آپ کے اندر ہے آپ سے باہر نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ طاقت کہاں چھپی ہوئی ہے؟ یہ اس مقام پر چھپی ہوئی ہے۔ جہاں آپ اپنے آپ سے کہہ سکیں "نہیں" جہاں جہاں "نہیں" کہنے کی ضرورت ہے، وہاں جتنا زیادہ شدت سے آپ "نہیں" کہہ سکیں، اتنے ہی آپ بہادر ہونگے۔ آپ تصور کیجیے کہ کوئی شخص آپ کے ساتھ مقابلہ اور کشتی کر رہا ہے۔ اگر وہ شخص آپ پر غالب آ گیا تو آپ شکست خوردہ ہونگے۔ اور اگر آپ نے اسے مغلوب کر لیا تو آپ جوانمرد ہیں قوی و توانا ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "پہلوان وہ نہیں جو کشتہ میں اپنے حریف کو پچھاڑ دے۔ اصل پہلوان تو وہ ہے جو غصّے کے وقت اپنے آپ پر قابو پا لے۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ پر قابو پا لیتے ہیں اور کئی دفعہ وہ غصہ آپ کو مغلوب کر لیتا ہے۔

آپ میں سے کون اس بات کے لیے تیار و مستعد ہے کہ وہ ایک ہفتے کے لیے اپنے نفس کے ساتھ جنگ کرنے کی مشق کرے گا۔ آپ کو

چاہیے کہ آپ اس مجلس سے یہ تہیہ کر کے اٹھیں۔ سوچیے کہ کوئی آپ کے ساتھ برسرِ پیکار ہے جو آپ کو مغلوب کرنا چاہتا ہے۔ اگر کبھی کبھار وہ آپ کو مغلوب کر بھی لے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیشہ ہی آپ کو مغلوب کرتا چلا جائے۔ اور آپ شکست خوردہ ہو کر رہ جائیں۔ آپ نے فجر کی آذان سنی، آپ سخت تھکے ہوئے ہیں۔ اب یا تو آپ ان لوگوں میں سے بن جائیں گے جو کہتے ہیں کہ میں حاضر ہوں یا پھر سو جائیں گے۔ تو آپ اور آپ کا حریف دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے پر غالب آکر رہے گا۔

آپ سڑک پر چلے جا رہے ہیں۔ کوئی آدمی آپ کو اکساتا ہے۔ کہتا ہے تم بزدل ہو۔ اگر بہادر ہو تو آؤ میرے ساتھ مل کر چوری کرو۔ کوئی کہتا ہے کہ اگر تم بہادر ہو تو یہ منشیات لو۔ اپنی مردانگی کا ثبوت دو، کدھر ہے تمہاری مردانگی۔؟

آؤ ثابت کرو کہ تم مرد ہو۔ لیکن آپ کو سوچنا ہے کہ کیا بہادری و جوانمردی یہ ہے کہ آپ دوسروں کے سامنے اپنی مردانگی ثابت کرتے پھریں یا یہ کہ آپ اپنے آپ کے سامنے یہ ثابت کر دین کہ آپ مرد ہیں۔ مرد وہ ہے کہ جو اپنے آپ کے سامنے ثابت کر سکے کہ وہ مرد ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ہم نے بہادری و جوانمردی کی جو تعریف کی ہے۔ اس کو اپنے ذہن میں رکھیے۔ اور پھر سیرت کا مطالعہ کیجیے۔ ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ، چار دفعہ، پانچ دفعہ، سات دفعہ مطالعہ کیجیے۔ اور پھر دیکھیے کہ پہلی مرتبہ میں آپ کو بہادری و جوانمردی کے کتنے واقعات ملتے ہیں؟ جس واقعے کے بارےمیں بھی آپ کے دل میں یہ بات آجائے کہ یہ اس تعریف پر پورا اترتا ہے اس کو ضبط تحریر میں لے آیئے۔ اور پھر دیکھئے کہ پہلی دفعہ آپ کو کتنے واقعات یا اگر آپ درست سمت میں، صحیح طریقے کے مطابق چلتے رہے تو ساتویں مرتبہ تک آپ کے پاس بہت مثالیں جمع ہو جائین گی تو پہلی مرتبہ سے کہیں زیادہ ہونگی۔ اسی طرح مطالعہ کیجیے سیرت صحابہ کا، سیرت اہلِ بیت کا۔ اور سیرت ائمہ کا۔

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ایک ہمسایہ تھا ہر روز رات کے وقت جب امام ابو حنیفہ اپنے شاگردوں کو لے درس و تدریس کے لیے بیٹھتے تو اپنا عود (ستار کی طرح کا ایک آلہ موسیقی) بجانے لگتا اور اونچی اونچی آواز میں گانے لگتا۔ اس کی آواز بڑی مدھر اور دلکش تھی وہ اکثر یہ شعر گاتا کہ

"میری ساتھیوں نے مجھے کھو دیا۔ اور انہوں نے کس جوان کو کھو دیا۔

میں اگر ان کے ساتھ ہوتا تو محاذ جنگ پر ان کے دوش بدوش ہوتا"

آپ کے طلبہ سخت تنگ ہوتے اور عرض کرتے کہ اے امام پولیس کے ہاں اس کی شکایت کریں۔ امام صاحب فرماتے نہیں۔ نہیں یہ میرا پڑوسی ہے۔ طلبہ کہتے کہ اگر آپ نہیں کرتے تو ہم اسے اسکی حد تک روک دیں؟ آپ فرماتے کہ نہیں، وہ میرا ہمسایہ ہے۔ ایک رات امام اعظم نے اس کی آواز نہ سنی۔ سبق کے دوران میں جب آپ کو اس بات کا احساس ہوا کہ آج اسکی آواز نہیں آرہی تو آپ نے پوچھا کہ میرے پڑوسی کو کیا ہوا۔ طلبہ ہنسنے لگے۔ امام صاحب نے پوچھا۔ ہنستے کیوں ہو؟ کہنے لگے۔ اللہ نے آپ کا اس سے پیچھا چھڑا دیا۔ پوچھا، کیسے؟ طلبہ نے بتایا کہ اسے پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سبق بند کر دیا اور اٹھ کھڑے ہوئے

فرمانے لگے۔ اپنے پڑوسی کی سفارش کرنا میرا فرض ہے۔ خلیفہ کے محل میں تشریف لے گئے۔ آپ جانتے ہیں کہ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کو کیا مقام حاصل تھا آپ چاہتے تو اس شخص کو اسکی حد تک روک سکتے تھے۔ آپ نے رات کے وقت جا کر خلیفہ کا دروازہ کھٹکھٹایا ۔خلیفہ کے دربان نے پوچھا۔کون؟ آپ نے فرمایا: ابوحنیفہ نعمان۔ دربان کہنے لگا: ابوحنیفہ!! پوچھا کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا خلیفہ سے ملنا چاہتا ہوں۔ دربان نے عرض کیا کہ خلیفہ سو چکا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ: انہیں جگا دیجیے۔ دربان خلیفہ کو جگانے چلا گیا۔ انکار نہ کر سکا۔ خوابگاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ خلیفہ نے پوچھا کون؟ دربان نے عرض کیا کہ ابوحنیفہ دروازے پر موجود ہیں۔ خلیفہ کہنے لگا: تم دیوانے ہو گئے ہو۔ ابوحنیفہ تو دین میں کبھی ہمارے ہاں تشریف نہیں لاتے تو کیا اس وقت رات گئے آئیں گے۔؟ وہ تو ہماری درخواست ہی پر آتے ہیں۔ دربان نے عرض کیا کہ حضور وہ دروازے پر موجود ہیں خلیفہ نے کہا: اچھا میں لباس تبدیل کر کے آتا ہوں۔ خلیفہ نے بڑے احترام سے امام صاحب کا استقبال کیا پوچھا کہ تشریف آوری کا کیا سبب ہے۔؟

امام صاحب نے فرمایا کہ میرا پڑوسی قید خانہ میں ہے۔ اگر وہ مظلوم ہے تو اسے رہا کرو اور اگر اس نے کسی کے ساتھ کوئی ظلم وزیادتی کی ہے تو میں اس کا بدلہ دوں گا۔

یہاں اس بات پر بھی غور کیجیے۔ کہ بہادری و جوانمردی کی صفات، عفت، خودداری و بے نیازی بھی شامل ہیں۔ امام ابوحنیفہ اپنے پڑوسی کی ضرورت کے لیے تو خلیفہ کے پاس چلے گئے۔ لیکن اپنی کسی ضرورت کے لیے کبھی نہیں گئے۔

یہ کوئی بہادری و جوانمردی کی بات نہیں ہوگی کہ جب بات حقوق کی ہو تو آپ آگے بڑھ اپنا پاسپورٹ پیش کر دیں کہ میں انگریز ہون، نیشنل ہوں۔ مجھے حقوق دیجیے۔ اور جب بات ہو فرائض و واجبات کی تو میں کہنے لگوں کہ میں تو مسلمان ہون۔ میں انگریز تو نہیں۔

خلیفہ کہنے لگا کہ اے امام ہم صبح اسے رہا کر دیں گے۔ اور اس نے اس کی رہائی کے احکامات جاری کر دیے۔ امام ابوحنیفہ فرمانے لگے کہ امیر المومنین اگر آپ پسند کریں تو ابھی۔ لہذا اس شخص کو اسی وقت رہا کر دیا گیا۔

امام ابوحنیفہ اس شخص کے آگے آگے چال رہے تھے اور وہ امام ابوحنیفہ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا امام ابوحنیفہ وہی شعر گنگنانے لگے جو وہ گایا کرتا تھا۔

اضاعونی وای فتی اضاعوا

لیوم کرہتہ وسداد ثغر

وہ شخص رونے لگا اور کہنے لگا کہ امام صاحب میں آج سے آپ کا غلام بے دام ہوں۔ اور پھر بعد میں یہ شخص بہت عظیم الشان عالم بنا (اور اس نے امام ابوحنیفہ کی شاگردی اختیار کی) آپ کو پتہ ہے کہ میں نے یہ قصہ کیوں سنایا؟ اس لیے کہ جب آپ سیرت کا مطالعہ کریں، اور صحابہ کرام کی سیرت کو پڑھیں، تو اس نتیجے کو ضرور ملحوظ خاطر رکھیں کہ بہادری و جوانمردی کی ضروریات میں یہ بات شامل ہے کہ انسان اپنے ماحول اور اپنے اردگرد میں بہتر تبدیلی لا سکے۔ اگر خود انسان کی ذات میں تبدیلی نہیں آتی اور پھر بعد ازاں اس کے معاشرے میں تبدیلی نہیں آتی۔ تو یہ جوانمردی نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر پائی جانے والی جوانمردی کی صفات نے اس نشے میں دھت

رہنے والے شخص میں تبدیلی پیدا کردی جو ہمیشہ نشے میں پڑا رہتا اور گایا کرتا تھا۔ ہمارے آقا و سردار حضرت محمد ﷺ کی بہادری کے قصے چودہ سو سال بعد لندن میں سنائے جاتے ہیں۔ وہ عظیم الشان انسان جس نے کبھی جَو کی روٹی بھی مسلسل دو دن تک پیٹ بھر کر نہٰن تھی اس نے ایک ملیار اور تین سو ملین کرہ ارض پر بسنے والوں انسانوں کو بدل کر رکھ دیا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ کی سیرت کا مطالعہ کیجیے اور نیک لوگوں کی سیرت کا مطالعہ کیجیے۔ آپ میں سے ہر شخص کو یہ بات سوچنی چاہیے۔ کہ اسے اپنے آپ میں کیا تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ اپنے اردگرد کے لوگوں میں کیا تبدیلی لانے کی ضرورت ہے جب غور وفکر کرے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ جوانمردی کا راز ہمت میں پوشیدہ ہے۔ یہ کچھ اشارات ہیں۔ کچھ Tips ہیں۔

اللہ آپ کو برکت سے نوازے۔ اللہ سے دعا گو ہیں کہ اللہ ہمیں اور آپ کو صبر وثبات عطا فرمائے۔ ہمیں اور آپ کو ان باتوں کو توفیق عطا فرمائے۔ جو اسے پسند ہیں جن میں اسکی رضا ہے۔ یہ بات اسی کے اختیار میں ہے اور وہ اس پر قادر ہے۔

اے اللہ سیدنا امت محمد کی پریشانیاں دور فرما دے۔ امت محمدیہ کی اصلاح فرما دے۔ امت محمدیہ کی حفاظت فرما۔ سیدنا محمد ﷺ کے صدقے امت کی مدد و نصرت فرما۔ ہمیں جوانمردی کے حقائق سے سرفراز فرما۔ ہمارے دلوں کو وراثتِ نبوت کے اسرار و انوار سے منور فرما۔ ہم سب کی دعائیں قبول فرما۔ ہماری پکی اور سچی توبہ قبول فرما۔ وصلی اللہ علیہ وصحبہ وسلم